فرقہ صابیہ مفسرین اور فقہاء کرام کی نظر میں ایک تحقیقی جائزہ

The "Sabia Sect" An Analytical Study in the light of Commentators & Jurisprudents

ڈاکٹر عبد القدوس (اسسٹنٹ پروفیسر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز اینڈ ریسرچ، یو ایس ٹی بنوں)

عزیز اللہ (ایم فل سکالر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز اینڈ ریسرچ، یو ایس ٹی بنوں)

Abstract

The Qur'an is the last book of almighty Allah and the fountain head of guidance for people till the Last Day. Hazrat Muhammad (SAW) was the first commentator (Muffassir) of the Qur'an and He would explain the meaning of the some hardship verses when their companion were asking him. The companion of the Prophet Muhammad (SAW) gained their knowledge directly from him. As per jurisprudents consensus of all the sayings of the companions have to consult in case of their of no clear order in the Qur'an and sunnah in that case when they made in consensus.

So, enclosed herewith this word "sabe'een"has been used several times in the Holy Book Qur'an. It indicates a set but there is no detail in Qur'an and sunnah.

However, the polytheists were called the companions by this name but infect this is the name of ineffectual sect. In this paper, the different opinions & views of Muffassarins& jurisprudents are hereby presented.

Keywords: Sabeen, Qur'an, Sunnah, Jurisprudence, Commentators, Jurisprudents.

تمہید

قرآن پاک ایک جامع کتاب ہے جو قیامت تک آنے والوں لوگوں کے لئے سر چشمہ ہدایت ہے قرآن پاک کے پہلے مفسر تو خود نبی کریم ﷺ تھے۔ جن پر اللہ تعالی کی طرف سے تفسیر کی ذمہ داری عائد کی گئی تھی اس لیے جب بھی صحابہ کرام کو قرآن پاک کی آیات سمجھنے میں مشکل پیش آتی تو نبی کریم ﷺ ان آیات کی وضاحت فرماتے اور صحابہ

کرام نے براہ راست نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسب فیض کیا اور نزولِ قرآن کی کیفیات اور اسباب کا براہِ راست مشاہدہ کیا اسی لیے تفسیر قرآن کے ضمن میں جب کوئی بات قرآن وسنت میں نہ ملے تو صحابہ کرام کے اقوال کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔اس کے بعد تابعین کا طبقہ ہے جنہوں نے صحابہ کرام سے براہ راست تفسیر سیکھی اسی لیے جب قرآن پاک کی تفسیر قرآن وسنت اور اقوال صحابہ کرام سے نہ مل سکے تو تابعین کے اقوال کی طرف رجوع کرنے کو مناسب خیال کیا جاتا ہے۔خاص کر اس وقت جب کسی آیت کی تفسیر پر ان کا اجماع ہو۔لفظ الصّٰبِئِیْن کا ذکر قران پاک میں کئی بار ہوا ہے جس سے ایک فرقہ کی طرف اشارہ ہے چونکہ صابیہ فرقہ کے بارے میں قرآن پاک اوراحادیث صحیحہ میں صراحت کے ساتھ تفصیل سے ذکر نہیں آیا ہے بلکہ یہ لفظ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے لئے مشرکین مکہ استعمال کرتے تھے اس سے یہ اشتباہ لازم آتا تھا کہ مسلمانوں کا دوسرا نام لفظ صابی ہے جبکہ معاملہ اس کا برعکس ہے کیونکہ یہ باطل عقیدہ رکھنے والی فرقے کا نام ہے جس کے بارے میں مفسرین اور فقہاء کے مختلف اقوال آئے ہیں اور سارے کے سارے منتشر اور بغیر تطبیق کے مذکور تھے نیز فقہاء میں بھی ان کے بارے میں مختلف احکام آئے تھے جو بغیر ترجیح وتطبیق کے قاری کے لئے مذکورہ فرقے کی پہچان مشکل ہوتا تھا اور اسکے علاوہ جتنے بھی فرق اسلام کے ابتدائی دور میں رونما ہوئے ہیں، ہر دور میں ان تمام فرقوں کے بارے میں علمائے کرام نے اپنی تحقیقات ذکر کی ہیں، مذکورہ فرقہ کے بارے میں تحقیقی طور پر مواد موجود نہیں تھا لہٰذا اسی صورتحال میں ہم نے ضروری سمجھا کہ ان تمام اقوال کو جمع کیا جائے اور پھر انہی اقوال کو تطبیق دیا جائے تاکہ قارئین کے لئے سمجھنے میں آسانی پیدا ہو جائے اور کسی کا اشتباہ باقی نہ رہے اور علمی دنیا میں اس کی ایک نئی خصوصیت پیدا ہو جائے۔

فرقہ صابیہ کے بارے میں قرآنی آیات

"اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالنَّصٰرٰى وَالصّٰبِئِيْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَصَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ"۔[1]

ترجمہ: جو لوگ مسلمان ہیں یا یہودی یا عیسائی یا ستارہ پرست یعنی کوئی شخص کسی قوم و مذہب کا ہو جو اللہ اور روز قیامت پر ایمان لائے گا اور عمل نیک کرے گا تو ایسے لوگوں کو ان کے اعمال کا صلہ اللہ کے ہاں ملے گا اور قیامت کے دن ان کو نہ کسی طرح کا خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہوں گے۔

دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصَّابِئِيْنَ وَالنَّصٰرٰى وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ"[2]

ترجمہ: جو لوگ مومن یعنی مسلمان ہیں اور جو یہودی ہیں اور ستارہ پرست اور عیسائی اور مجوسی اور مشرک اللہ ان سب میں قیامت کے دن فیصلہ کر دے گا بیشک اللہ ہر چیز سے باخبر ہے۔

لفظ "الصّٰبِئِیْنَ" کی تحقیق

الصبئین یہ صابی کی جمع ہے۔ بعض نے فرمایا: صاب کی جمع ہے۔ اسی وجہ سے ہمزہ میں اختلاف ہے۔ جمہور نے ہمزہ کے ساتھ پڑھا ہے سوائے نافع کے۔ جنہوں نے ہمزہ کے ساتھ پڑھا ہے انہوں نے اسے صبأت النجوم سے مشتق کیا ہے جس کا معنی ہے ستارے طلوع ہوئے "صبأت ثنية الغلام" بچے نے دانت نکالے۔ اور جنہوں نے ہمزہ کے ساتھ نہیں پڑھا انہوں نے اسے صبا یصبو سے مشتق کیا ہے۔ جس کا معنی ہے مائل ہونا۔[3]

وجہ تسمیہ

ان کی وجہ تسمیہ کے متعلق مولانا فراہی رحمۃ اللہ علیہ کا خیال ہے کہ چونکہ صبأ کا معنی طلوع ہونے کے آتے ہیں اس وجہ سے ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ اپنی ستارہ شناسی اور معرفت نجوم میں مہارت کے سبب سے اس نام سے موسوم ہوتے ہوں۔[4]

تجزیہ و نقد

مولانا موصوف کی یہ رائے بھی درست ہی معلوم ہوتی ہے، کیونکہ اس کے اندر بھی مادّہ موجود ہے اور یہ معنی غالباً اہل لغت نے بھی نقل کیا ہے۔ لیکن اہل لغت نے اس کے ساتھ ساتھ اس کا اصلی مادہ کے طور پر معنی یہ کیا ہے کہ " کسی چیز سے نکل جانا" ملاحظہ ہوں:

امام ابو عبیدہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"يقال:صبأت من دينك إلى دين آخر،إذا خرجت،كما تصبأ النجوم تخرج من مطالعها.ويقال:صبأت ثنية إذا طلعتها"۔[5]

ترجمہ: یعنی کوئی ایک دین سے نکل کر دوسرے دین میں داخل ہو جاتا ہے تو اس کو کہا جاتا کہ صبأت۔ جس طرح جب ستارے اپنے مطالع نکل جاتے ہیں تو اس کو تصبأ النجوم کہا جاتا ہے۔ اور جب کسی بچے کے دانت نکل جاتے ہیں تو اس کو صبأت ثنية کہا جاتا ہے۔

دوسری جگہ نقل کرتے ہیں:

"والصابیء الذي يخرج من دين إلى دين، كما تصبُؤ النجوم من مطالعها، يقال: صبأت سنّه وصبأ فلان علينا:أي طلع ورفع"۔[6]

ترجمہ: یعنی جب کوئی شخص دین سے نکل کر دوسرے دین میں داخل ہو جائے تو اس کو الصابیء کہا جاتا ہے، جیسے صحیح البخاری کی روایت ہے:

"قال عبد الله بن عمر رضي الله عنهما: لما أسلم عمر اجتمع الناس عند داره،وقالوا:صبا عمر وأنا غلام،فوق ظهر بيتي،فجاء رجل عليه قباء من ديباج،فقال:قد صبا عمر فما ذاك،فأنا له جار،قال:فرأيت الناس تصدعوا عنه فقلت:من هذا؟ قالوا:العاص بن وائل"۔[7]

ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب حضرت عمر اسلام لائے تو ان کے مکان کے چاروں طرف کفار کا اجتماع ہو گیا جو کہہ رہے تھے کہ عمر اپنے دین سے پھر گیا(ہم اسے قتل کر دیں گے) میں اس وقت لڑکا تھا اپنے گھر کی چھت پر کھڑا تھا پھر ایک آدمی ریشمی قبا پہنے ہوئے آیا اور اس نے (کافروں سے) کہا عمر اپنے دین سے پھر گیا تو کیا ہوا میں اس کا حمایتی ہوں ابن عمر (رض) نے کہا کہ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ (یہ سنتے ہی) ادھر ادھر منتشر ہو گئے میں نے پوچھا یہ کون شخص ہے انہوں نے کہا عاص بن وائل۔ اسی روایت میں لفظ صبا آیا ہے۔ جسکی معنی ایک دین سے دوسرے دین کی طرف پھرنا اور اسی دور میں مشرکین مسلمانوں کو صابی کہتے تھے کیونکہ انھوں نے اپنے آباؤ اجداد کا دین چھوڑا تھا۔

اسی طرح جب بچے کے دانت نکل آتے ہیں یا کوئی شخص باہر سے آجائے تو اس کو صبأت سنّه وصبأ فلان علينا کہا جاتا ہے۔

جبکہ ایک قول یہ بھی ہے "نسبة إلى صابئ بن متوشلخ بن إدريس عليه الصلاة والسلام، وكان على الحنيفية الأولى، وقيل:الصابئ بن ماوي، وكان في عصر الخليل عليه الصلاة والسلام" بعض علماء کرام کے نزدیک یہ ادریس علیہ السلام کے پوتے کی طرف منسوب ہے، اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ فرقہ صابی بن ماویٰ کی طرف منسوب ہے جو کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے دور میں تھا۔ دیکھئے: [8]

صابئین کا مصداق فقہاء اور علمائے کرام کی نظر میں

اس فرقہ کا مصداق کون ہیں؟ اس کے بارے میں مختلف علماء کرام کے خیالات مختلف ہیں۔ ملاحظہ کیجئے:

"هُمْ قَوْمٌ بَيْنَ الْمَجُوسِ وَالْيَهُودِ، لَا دِينَ لَهُمْ" اس سے مراد مجوس اور یہود کے درمیان ایک فرقہ ہے ان کا اپنا کوئی دین نہیں ہے۔ یہ امام مجاہد رحمہ اللہ علیہ کا قول ہے۔ کہ نہ یہودی ہیں اور نہ ہی مجوسی۔[9] یہی قول امام ابن ابی نجیح رحمہ اللہ علیہ، امام عطاء رحمۃ اللہ علیہاور امام سعید ابن جبیر رحمہ اللہ علیہ کا بھی ہے۔[10] اس سے مراد جزیرہ موصل[11] کے اندر ایک دین سے تعلق رکھنے والے لوگ ہیں، ان کا کلمہ بھی لا الہ الا اللہ ہی ہے، لیکن ان کا کوئی عمل بھی نہیں ہے اور نہ ہی کتاب اور نہ ہی کوئی نبی ہے۔ یہ لوگ کسی بھی نبی کے اوپر ایمان نہیں لاتے تھے۔ اسی چیز کو مشابہت بنا کر مشرکین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو صابی کہنا شروع کیا تھا۔ یہ قول امام عبد الرحمن ابن زید رحمہ اللہ علیہ کا ہے۔[12]

امام حسن بصری رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

> صابی لوگ قبلہ کی طرف ہو کر دن میں پانچ نمازیں پڑھتے ہیں، تو ان کا ارادہ یہ ہوا کہ ان لوگوں سے جزیہ بھی ختم کر دیا جائے لیکن بعد میں ان کو پتہ چلا کہ یہ تو فرشتوں کی عبادت کرتے ہیں۔ یہ لوگ اہل کتاب تھے توراۃ کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ یہی قول امام قتادہ رحمہ اللہ علیہ، امام سدی رحمہ اللہ علیہ، امام ابو العالیہ رحمہ اللہ علیہ، ضحاک رحمہ اللہ علیہ، ربیع بن انس رحمہ اللہ علیہ کا بھی ہے۔[13]

ابو الزناد رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ یہ قوم عراق کی طرف میں آباد ہے، تمام انبیاء کرام علیہ السلام کے اوپر ایمان رکھتے ہیں، سال میں تیس روزے بھی رکھتے ہیں اور یمن کی طرف دن میں پانچ نمازیں بھی پڑھتے ہیں۔[14]

امام کلبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ لوگ یہود اور نصاریٰ کے درمیان میں ایک قوم ہیں، جو سر کے بالوں کو درمیان سے مونڈھتے ہیں اور آلہ تناسل کو کاٹتے ہیں۔[15]

ان سے مراد وہ قوم ہے جن کی طرف اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے نبی بنا کر بھیجا تھا کیونکہ یہ لوگ ستاروں کی عبادت کیا کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے انکے ان عقائد باطلہ کے رد اور ابطال کے لئے ابراہیم علیہ السلام کو بھیج دیا۔ بعض علماء نے یہ بھی کہا ہے کہ ان سے مراد وہ لوگ ہیں جن کی طرف کسی نبی کی دعوت نہیں پہنچی تھی۔[16]

جدید تحقیق کے مطابق ان کے لئے لفظ مینڈین استعمال ہوا ہے۔ مینڈین زبان آرامی میں اولوالعلم کے معنی میں ہیں۔ اس فرقہ کے لوگ عراق میں اب بھی موجود ہیں اور صابیون کہلاتے ہیں۔ وہ لوگ اگرچہ عیسائی نہیں ہیں، تاہم جان دی بپٹسٹ کو مانتے ہیں عراق میں عوام الناس ان کو حضرت یحیٰ علیہ السلام کی امت کہتے ہیں۔[17]

الموسوعة الفقهية میں بھی فرقہ صابیہ کے بارے میں کافی تفصیلی بحث موجود ہے، ہم اس کا خلاصہ قارئین کے سامنے رکھتے ہیں:

فرقہ صابیہ کے دو مختلف فرقے

1 ان میں سے ایک فرقے کو حرانیین کہا جاتا ہے۔ یہ فرقہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے دور میں تھا یہ لوگ ستاروں کی عبادت کیا کرتے تھے اور ان میں ہی کرشمے مانتے تھے۔ امام ابو بکر جصاص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسی فرقے کو صابیہ کہا جاتا ہے، ان سے مراد وہ فلاسفہ ہیں جو حران میں رہتے ہیں اور بت پرست ہیں۔ ان کے بارے میں ابن الندیم نے لکھا ہے کہ:

"حقیقت میں ان لوگوں کا نام صابی نہیں تھا یہ وہ لوگ ہیں کہ جب خلیفہ مامون حران[18] کے علاقے میں گزرے تو تو وہاں پر کچھ لوگوں کو دیکھا کہ نہ وہ لوگ عیسائی لگتے ہیں نہ یہودی اور نہ ہی مجوسی، یہ دیکھ کر خلیفہ نے ان کو کہا کہ یا تو ایمان قبول کر لو یا میں تمہارے قتل کا حکم دوں گا۔ تو ان میں سے بعض لوگوں نے تو اسلام قبول کر لیا اور بعض نصرانی بن گئے اور بعض لوگوں نے اپنے آپ کو ذمی باقی رکھنے کے لئے صابی کہلانا شروع کر دیا۔ اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یہ لوگ پہلے سے صابی کے نام سے مشہور نہیں تھے بلکہ عہد مامون میں مشہور ہوئے"۔[19]

البیرونی کہتے ہیں کہ ان لوگوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو کہ نصاریٰ سے پہلے یونان کے فلاسفہ کے مذہب پر تھے۔ اور ان کے فلاسفہ میں یہ نام مشہور ہیں فیثاغورس، آغاذیمون، الیس اور ھرمس۔ ستاروں کے ناموں کے اوپر ان کے عبادت خانے بنے ہوئے ہوتے تھے۔ روم اور یونان والے اسی مذہب کے اوپر تھے لیکن جب عیسائیوں نے روم کے قبضہ کر لیا تو یہ لوگ بھی عیسائی ہو گئے۔ سوائے مشرق میں سے کچھ لوگوں کے جو اپنے دین پر ہی قائم رہے۔ لیکن ان لوگوں کو بھی صابی نہیں کہا جاتا تھا، ان کو صابی کہنا مامون کے عہد میں 228ھ[20] میں شروع ہوا تھا۔ حقیقت میں یہ فرقہ صابیہ نہیں تھا حقیقی صابی فرقہ وہ ہے جس کی تفصیل بعد میں آ رہی ہے۔

2 یہ اہل کتاب کا ایک فرقہ ہے جن کی نصاریٰ کے ساتھ مشابہت ہے۔ فرقہ صابیہ کے بارے میں البیرونی کی رائے یہ ہے کہ: "یہ فرقہ یہودیوں کی ایک شاخ ہے۔ ان کو بخت نصر نے گرفتار کر کہ فلسطین سے عراق کی طرف

جلاوطن کیا تھا عرصہ کے بعد کچھ یہودی واپس فلسطین چلے گئے اور کچھ ادھر بابل میں ہی ٹھہر گئے، وہاں پر انہوں نے مجوس سے دین مجوس کے بارے میں کچھ سنا تو چونکہ ان کو اپنے دین کا مکمل طور پر علم تو نہیں تھا اس لئے ان میں بعض لوگ دین مجوس کی طرف مائل ہو گئے تو ان کا مذہب یہودیت اور مجوسیت کے اختلاط سے بن گیا۔ البیرونی کے نزدیک انہی لوگوں سے مراد صابی ہیں۔

شوافع میں سے علامہ رملی رحمۃ اللہ علیہ، حنابلہ میں سے امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابن القیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو دو فرقوں میں تقسیم کیا ہے۔ علامہ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: "صابیہ فرقے کی دو قسمیں ہیں، اور دوسری قسم جس کے بارے میں علماء کہتے ہیں کہ یہ فرقہ نصاریٰ میں سے ہے ان کو مندائین کہا جاتا ہے، جن میں سے کچھ لوگ اب بھی عراق میں موجود ہیں۔ ان کے عقائد کی بعض کتابوں کے اندر لکھا ہوا کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن کے اوپر ملائکہ اور بعض انبیاء علیہم السلام جیسے آدم، شیث، نوح، زکریاؑ اور یحییٰ علیہم السلام پر ایمان رکھتے ہیں، موسیٰ علیہ السلام اور عیسی علیہ السلام پر اور توراۃ اور انجیل پر ایمان نہیں رکھتے۔ بپتسمہ کے اوپر ایمان رکھتے ہیں۔ یہ لوگ بہت سارے طریقوں پر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں مثلاً نماز، زکوۃ، روزہ اور مذہبی عیدیں، یہ لوگ دن میں دو یا تین بار غسل کرتے ہیں اس لئے ان کو مغتسلہ بھی کہا جاتا ہے۔ جانور کو ذبح کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لیتے ہیں"۔[21]

امام ابن اتیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے بارے میں مندرذیل تفصیل بیان کی ہے: "ان کو صابیین حنفاء کہا جاتا ہے، یہ لوگ عرب وعجم سے تعلق رکھتے تھے اور ابراہیم، اسماعیل اور اسحاق علیم السلام کے دین پر تھے جب تک کہ وہ بدلا ہوا نہیں تھا۔ کیونکہ عرب اسماعیلؑ وغیرہ کی اولاد میں سے تھے جنہوں نے بیت اللہ کے قریب (جو کہ ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام نے تعمیر کیا تھا) میں اپنی رہائش رکھی تھی۔ یہ لوگ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے دین پر تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کی مدح بیان فرمائی ہے: "جو لوگ مسلمان ہیں یا یہودی یا عیسائی یا ستارہ پرست یعنی کوئی شخص کسی قوم و مذہب کا ہو جو اللہ اور روز قیامت پر ایمان لائے گا اور نیک عمل کرے گا تو لوگوں کو ان کے اعمال کا صلہ اللہ کے ہاں ملے گا اور قیامت کے دن ان کو نہ کسی طرح کا خوف ہو گا اور نہ وہ غمناک ہوں گے"۔[22]

یہ لوگ توراۃ اور انجیل کے نزول سے پہلے امام الخفاء سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے متبعین جیسے تھے۔[23]

"ان سے وہ مشرکین مراد ہیں جن کا بادشاہ نمرود تھااور ان کے علماء یونانی فلاسفہ کہلاتے تھے، یہ لوگ شام، جزیرہ، عراق وغیرہ علاقوں میں رہتے تھے اور ااس وقت کے بنی اسرائیل سے لڑا کرتے تھے تو کبھی یہ لوگ غالب آتے اور کبھی وہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور نمروذ کے بعد بخت نصر وغیرہ بادشاہ بھی انہی صابیین میں سے تھے"۔[24]

تفسیر معالم العرفان میں عبید اللہ سندھی رحمہ اللہ سے نقل ہے کہ دنیا میں دوقسم کے مذاہب ہیں ایک حنیفی اور دوسرا صابی۔ حضرت نوح علیہ السلام سے لے کر حضرت ابراہیم علیہ السلام تک صابی دور تھا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد دور حنیفیت شروع ہوچکاہے اب حنیفیت کے آگے تین شاخیں ہیں یعنی مسلمان، یہود اور نصاریٰ۔ ان میں سے صرف مسلمان حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین پر قائم ہیں باقی دونوں گروہ اصل دین سے ہٹ چکے ہیں۔[25]

شاہ عبد العزیز فرماتے ہیں کہ اس فرقہ کے پیروکاروں کا عقیدہ ہے کہ نیک بختی اور سعادت حاصل کرنے کے لیے انسان کسی نبی کا محتاج نہیں ہے۔ بلکہ اگر وہ روحانیات اور فرشتوں کے ساتھ رابطہ قائم کرے تو اس کے لیے یہی کافی ہے انہیں سے انسان فائدہ حاصل کر سکتا ہے یہ لوگ مختلف قسم کے ہیکل بناتے ہیں۔ مثلاً آفتاب، ماہتاب، ستاروں اور ملائیکہ کے نام کے ہیکل بنائے جاتے ہیں جس طرح ہم لوگ قبلہ کی طرف منہ کر کے سجدہ کرتے ہیں یہ لوگ ستاروں کو مسجود بناتے ہیں اور انہیں قبلہ تصور کرتے ہیں۔

شاہ عبد العزیز نے صابیوں کے مختلف ہیکلوں کی شکل وصورت کا بھی تذکرہ کیاہے مثلاًوہ فرماتے ہیں کہ یہ لوگ علتِ اولیٰ (FIRST CAUSE)یعنی تخلیق پر بھی ہیکل بناتے ہیں۔ عقل کا ہیکل الگ ہوتا ہے، سیاست کا الگ، اسی طرح صورت کا ہیکل بناتے ہیں اور پھر نفس کا ہیکل گول شکل کا بناتے ہیں، زحل سیارے کا ہیکل مسدس ہیکل کا ہوتا ہے اور مشتری سیارے کا ہیکل مثلث شکل کا، آفتاب کا ہیکل مربع کا، اور مہتاب کا ہیکل مثمن یعنی آٹھ پہلو کا ہوتا ہے۔ یہ لوگ قیامت کا بالکل انکار کرتے ہیں۔ اس کی بجائے ان کا عقیدہ یہ ہے کہ چھتیس ہزار چار سو پچیس سال کا ایک دور ہوتا ہے تو پھر ہر ذی روح کا ایک ایک جوڑا ہوتا ہے مثلاً انسان چرند، پرند کیڑے مکوڑے وغیرہ کا ہر ایک جوڑا پیدا ہوتا ہے جس سے آہندہ نسل چلتی ہے۔ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ موجودہ دور جب تک موجود ہے یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہے گا اس کے بعد یہ تناسخ کی شکل میں تبدیل ہوجائے گا اور پھر دوسرا دور شروع ہوجائے گا علی ھذ القیاس۔[26]

جامع قول:

مولانا امین احسن اصلاحی صاحب فرقہ صابیہ کی تفصیل ذکر کرنے کے بعد آخر میں فرماتے ہیں:

چونکہ اس مذہب کے پیروؤں کا وجود اب کہیں باقی نہیں رہا اور نہ ان کی کوئی مستند تاریخ موجود ہے، اسی وجہ سے ان کے متعلق اعتماد سے کوئی بات کہنا مشکل ہے، لیکن قرآن مجید کے زمانہ نزول میں معلوم ہوتا ہے کہ ایک فرقہ کی حیثیت سے ان لوگوں کا وجود بالکل معروف تھا۔[27]

اقوال میں تطبیق

مولانا فراہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ اقوال بظاہر متضاد نظر آتے ہیں، لیکن حقیقت میں ان میں تضاد نہیں ہے، اس میں شبہہ نہیں کہ اول اول یہ لوگ دین حق پر تھے، لیکن بعد میں یہ لوگ دین حق سے منحرف ہو کر ملائکہ اور ستاروں کی پرستش میں مبتلا ہو گئے۔ یہ بالکل اسی طرح کا معاملہ ہے جس طرح حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت پر تھی۔ لیکن بعد میں شرک اور بت پرستی میں مبتلا ہو گئی۔

قرآن مجید کی زیر بحث آیت سے مولانا کے اس خیال کی تائید ہوتی ہے، کیونکہ قرآن نے اس گروہ کا جس انداز میں ذکر کیا ہے اس سے یہ امر تو بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ یہ لوگ ابتداءً دین بر حق پر تھے بعد میں بدعتوں اور گمراہیوں میں مبتلا ہوئے، مولانا کا قیاس یہ ہے کہ ان لوگوں کے اندر نماز کی عبادت معلوم ہوتا ہے بہت زیادہ تھی چنانچہ اسی اشتراک کے سبب سے مشرکین آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو صائبین کہا کرتے تھے۔

فرقہ صابیہ کا شرعی حکم

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے یہ کہ ان کے ہاتھ کا ذبیحہ کھایا جائے گا یا نہیں، ان کی عورتوں کا ساتھ نکاح کرنا جائز ہو گا یا نہیں، ان کو ذمی بنایا جائے گا یا نہیں؟

اس بحث کو شروع کرنے سے قبل یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ ان کے متعلق فقہاء کرام کے درمیان میں یہ اختلاف کیوں پیدا ہوا ہے یعنی وجہ اختلاف کیا ہے؟ بعض علماء کرام کے نزدیک چونکہ یہ اہل کتاب میں سے ہیں اس لئے ان کے احکامات بھی اہل کتاب کے احکامات جیسے ہوں گے اور دیگر علماء کرام کے نزدیک یہ مجوس اور مشرکین جیسے ہیں تو ان کے احکامات بھی ان جیسے ہوں گے، ذیل میں ہم اس کی تفصیل پیش کرتے ہیں۔

مسلک احناف کے تناظر میں صابئین کے ذبیحہ اور شکار کا حکم

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک صابی کے ہاتھ کا ذبیحہ اور شکار حلال ہے مگر مکروہ ہے جبکہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک صابی کے ہاتھ کا ذبیحہ اور شکار حرام ہے۔امام کرخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ میں حقیقتاً اختلاف کوئی نہیں ہے، فرق یہ ہے کہ صابیوں کے اندر ایک ایسا فرقہ ہے جو عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان رکھتا ہے اور زبور کی تلاوت کرتا ہے، تو گویا وہ عیسائیوں کا ہی ایک فرقہ ہے۔ان کے اندر کچھ لوگ ایسے ہیں جو نبوت اور کتب سماویہ کے قطعاً منکر ہیں، اور سورج کی پرستش کرتے ہیں ان کو بت پرست کہا جاتا ہے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے بارے میں حکم یہ لگایا ہے کہ ان ے ہاتھ کا ذبیحہ اور شکار کیا ہوا جانور حرام ہے۔

یہ ساری تفصیل ذکر کر لینے کے بعد امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

> امام کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر کردہ اس قول کے اندر نظر ہے، کیونکہ اہل اصول کے نزدیک ان میں ایسا کوئی فرقہ نہیں ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان کا قائل ہو، یہ لوگ تو نبوت صرف حضرت ادریسؑ کا خاصہ سمجھتے ہیں اور انہی کی نبوت کا اقرار کرتے ہیں اور ستاروں میں کرشمے مانتے ہیں اور ان کی تعظیم کرتے ہیں۔اس تعظیم کو امام ابو حنیفہؒ نے صرف تعظیم استقبال سمجھا اور فرمایا کہ یہ تعظیم تعبدی نہیں ہے جس طرح مسلمان قبلہ کی تعظیم کرتے ہیں، اس لئے انہوں نے کہا کہ ان کے ہاتھ کا ذبیحہ حلال ہے۔جبکہ امام ابو یوسف رحمۃاللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ لوگ یہ تعظیم عبادت کے طور پر کرتے ہیں اس لئے انہوں نے ان کا حکم بھی وہی بیان کر دیا جو کہ بت پرستوں کا حکم ہے۔لہٰذا ان کے ہاتھ کا ذبیحہ حرام ہو گا۔

ائمہ مجتہدین پر حکم مشتبہ ہونے کی وجہ:

ائمہ مجتہدین کے اوپر یہ اشتباہ پڑ جانے کی وجہ یہ ہے کہ صابی لوگ اپنا عقیدہ چھپانا ایک امر شرعی سمجھتے ہیں۔اس سلسلہ میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل زیادہ وزنی معلوم ہوتی ہے کیونکہ یہ مسئلہ حلت اور حرمت کا ہے اور یہ قاعدہ مسلم ہے کہ حلت اور حرمت کے موقع میں حرمت کو ہی زیادہ ترجیح دی جاتی ہے۔[28]

اور یہ قول امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک سے زیادہ قریب ہے۔

مسلک امام مالک

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے مطابق صابیوں کے ہاتھ کا ذبیحہ حرام ہے، دلائل ملاحظہ ہوں:

"فقہ مالکی کے فقہاء نے صابیوں کے ہاتھ کے ذبیحہ کو حرام کہا ہے۔ کیونکہ یہ ایک ایسا فرقہ ہے جو کہ نصرانیوں اور مجوسیوں کے درمیان میں ہے۔ یہ لوگ ستاروں کے اندر کرشمہ ماننے کا اعتقاد رکھتے ہیں اور ان کو کارساز بھی مانتے ہیں"۔[29]

صابیوں کے ہاتھ کا ذبیحہ نہیں کھایا جائے گا اگر چہ وہ اصلاً نصرانیوں کے ساتھ تعلق رکھتے ہوں کیونکہ وہ اعتقادیات کے اندر نصرانیوں کے ساتھ اختلاف کر کہ مجوسیوں کے ساتھ شامل ہو گئے ہیں، (یعنی اہل کتاب نہیں رہے) مذہب کے علماء نے ایسا ہی کہا ہے"۔[30]

فقہ شافعی

الحاوی الکبیر کے اندر امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

> "صابی عیسائیوں کا ایک فرقہ ہی ہے، یہ لوگ بعض امور میں عیسائیوں کی موافقت کرتے ہیں اور بعض میں مخالفت، کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ان کا نام تو صابی ہی لیا جاتا ہے مگر ان کی طرف ایک ایسی قوم کی نسبت کی جاتی ہے جو ستاروں کی عبادت کرتے ہیں اور ان کو ہی کارساز اور امور میں مدبر سمجھتے ہیں، اس طور پر ان کے عقائد بھی امام شافعیؒ کے اوپر مشتبہ ہو گئے، تو انہوں نے بھی ان کے متعلق احکام کو ان کے عقائد کے ساتھ متعلق کر دیا اور فرمایا کہ یہ لوگ یہود اور نصاریٰ ہی کا ایک حصہ ہیں اس لئے جب تک یہ بات قطعی طور پر معلوم نہ ہو کہ یہ لوگ اصول میں یہود اور نصاریٰ کی مخالفت کرتے ہیں یا نہیں، تب ان کے اوپر حکم لگایا جائے گا، اور ایک جگہ تو انہوں نے دوٹوک کہہ دیا ہے کہ یہ لوگ یہود اور نصاریٰ میں سے ہی ہیں اور ایک اور جگہ میں ان کے بارے میں توقف کا حکم دیا ہے۔

اس ساری تفصیل سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ان کے قول میں کوئی اختلاف نہیں ہے بلکہ یہ صرف اس لئے تردد آگیا کہ ان کی حالت تین قسم سے خالی نہیں ہوتی:

1 اگر یہ لوگ یہود اور نصاریٰ کے ساتھ ان کے اصلی عقائد کے اندر موافقت کرتے ہوں اور فروعی معاملات میں اختلاف رکھتے ہوں۔ تو جزیہ قبول کرنے، ان کے ہاتھ کا ذبیحہ کھانے اور ان کی

عورتوں سے مناکحت کے سلسلے میں ان کے احکام بھی اہل کتاب جیسے ہوں گے جب اصول میں وہ متّحد ہوں گے تو فروع کے اختلاف سے ان کو کوئی نقصان نہیں ہو سکتا جس طرح مسلمان بھی اصول متحد ہوتے ہیں اور فروع کے بہت سارے مسائل میں اختلاف رکھتے ہیں اس اختلاف کی وجہ سے ان میں نہ تو کوئی دوری آتی ہے اور نہ ہی وہ ملّت سے نکل جاتے ہیں۔

2 یہ لوگ اصول کے اندر تو یہودیوں اور عیسائیوں کے ساتھ اختلاف رکھتے ہوں اور فروع کے اندر اتّحاد رکھتے ہوں۔تو یہ لوگ بت پرست کہلاتے ہیں نہ ان کا جزیہ قبول کیا جائے گا،نہ ان کا ذبیحہ کھایا جائے گا اور نہ ہی ان سے مناکحت کی جائے گی۔

3 اس بات میں شک ہو کہ آیا یہ لوگ اصول میں یہود یا نصاریٰ کی موافقت کرتے ہیں یا نہیں یا فروع میں یہود و نصاریٰ کی موافقت کرتے ہیں یا نہیں ؟تو ان لوگوں کا حکم اس شخص کی طرح ہے جیسا کوئی یہودی مذہب میں داخل ہوا ہے یا نہیں ؟ یا اس نے اپنا مذہب تبدیل کیا ہے یا نہیں ؟ ان لوگوں کا حکم پھر یہ ہو گا کہ خون کی حفاظت کے لئے ان سے جزیہ لیا جائے گا اور ان کے ساتھ مناکحت نہیں کی جائے گی اور ان کے ہاتھ کا ذبیحہ بھی نہیں کھایا جائے گا۔[31]

مسلک امام احمد بن حنبل

فقہ حنبلی کے مشہور امام علامہ ابن قدامہ المقدسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"صابیوں کے بارے میں غور کیا جائے گا کہ کیا وہ اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ کے ساتھ ان کے نبی یا ان کی کتب کے بارے مشابہت یا موافقت رکھتے ہیں یا نہیں؟اگر رکھتے ہیں تو یہ انہی کا ایک فرقہ شمار ہو گا بصورت دیگر یہ اہل کتاب میں سے نہیں ہوں گے اور ان کا حکم بت پرستوں کا حکم ہو گا[32]
(یعنی ان کا ذبیحہ حرام ہو گا اور ان کے سارتھ مناکحت بھی ناجائز ہو گی)

خلاصۃ البحث

ان تمام اقوال کا خلاصہ یہ نکلتا ہے کہ عام فقہاء کے نزدیک صابیوں کے ہاتھ کا ذبیحہ یا شکار کھانا ان کے ساتھ مناکحت کرنا یا ان کے ساتھ دیگر مذہبی یا معاشی معاملات کرنا یہ اس بات کے اوپر موقوف ہے کہ پہلے ان کے مذہب اور عقیدے کا مکمل طور اطمینان کیا جائے۔اگر ان کا عقیدہ اہل کتاب جیسا ہو اتو ان کا حکم بھی اہل کتاب جیسا ہی ہو گا ورنہ ان کا

حکم بت پرستوں، آتش پرستوں اور مجوسیوں کا ہو گا۔ چونکہ اس مذہب کے پیروؤں کا وجود اب کہیں باقی نہیں رہا اور نہ ان کی کوئی مستند تاریخ موجود ہے، اسی وجہ سے ان کے متعلق اعتماد سے کوئی بات کہنا مشکل ہے، لیکن قرآن مجید کے زمانہ نزول میں معلوم ہوتا ہے کہ ایک فرقہ کی حیثیت سے ان لوگوں کا وجود بالکل معروف تھا۔

حواشی ومصادر

1 البقرة :62

2 الحج :17

3 القرطبي أبو عبد الله،محمد بن أحمد بن أبي بكر بن فرح،الجامع لأحكام القرآن،تفسير القرطبي، ج1،ص434،
دار الكتب المصرية القاهرة، الطبعة:الثانية،1384ھ

4 تفسیر تدبر قرآن، ج1، ص231، فاران فاؤنڈیشن لاہور، طبع 2004

5 التیمی،أبو عبيدة معمر بن المثنى 209ھ،مجازالقرآن،ج1ص43،محقق محمد فواد،مكتبة الخانجى القاهرة، الطبعة 1381ھ

6 أبو عبيدة معمر بن المثنى،مجازالقرآن،ج1،ص172،المحقق:محمد فواد،والناشر:مكتبة الخانجى،القاهرة الطبعة:1381ھ

7 البخاري،أبو عبدالله محمد بن إسماعيل،الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه وأيامه،
ج5،ص48،دار طوق النجاة،الطبعة: الأولى،14ھ حديث نمبر3865

8 الألوسي,شهاب الدين محمود بن عبد الله،ج3،ص363،روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني،دارالكتب العلمية
بيروت،طبعه اولى، 1415ھ

9 المخزومي مجاهد بن جبر،تفسير مجاهد،ص204،دار الفكر الإسلامي الحديثة مصرالطبعة: الأولى، 1410

10 الرازي، ابن ابی حاتم، أبو محمد عبد الرحمن بن محمد بن إدريس بن المنذر، تفسير القرآن العظيم لابن أبي حاتم، ج1، ص127،
مكتبة نزار مصطفى الباز سعودية، طبعه ثالثة، 1419ھ/الطبري، محمد بن
جرير بن يزيد بن كثيرم310ھ/جامع البيان عن تأويل آی القرآن، ج2، ص146، مؤسسة الرسالة، 2000م

11 اس کو جزیرہ ابن عمر بھی کہا جاتا ہے، موصل اور حیرہ نیز دجلہ اور فرات کے درمیان ایک وسیع خطہ ہے(الحموي، شهاب الدين
أبو عبد الله ياقوت بن عبد الله الرومي، معجم البلدان، ج5، ص223 دارصادر
بيروت، طبعه ثانيه1995م)

12 تفسیر طبری، ج2، ص147

13 تفسیر طبری، ج2، ص147 و تفسیر ابن ابی حاتم، ج1، ص127

14 تفسیر ابن ابی حاتم ج1، ص127

15 البغوي، الحسين بن مسعود، معالم التنزيل في تفسير القرآن، ج1، ص124، دارإحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة 2000م

(ابن الجوزی نے اس قول کی نسبت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف کی ہے، غالباً کلبی نے آپ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت لی ہوگی(الجوزي أبو الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد، زاد المسير في علم التفسير، ج1، ص73، الناشر دار الكتاب العربي بيروت، الطبعة: الأولى، 1422 ھ)

16 ابن كثير، إسماعيل بن عمر بن كثير، تفسير القرآن العظيم، ج1، ص287، الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت،
الطبعة: الأولى، 1419ھ/الحراني، تقي الدين أبو العَباس أحمد بن عبد الحليم بن عبد السلام، الفتوى الحموية الكبرى، ص240، دار الصميعي الرياض، طبعه ثانية 1425ھ

17 تاریخ ایران پر ایک مستند مستشرق کی کتاب کا اردو ترجمہ ہوا ہے اس کے صفحہ 47 پر فاضل مترجم، لفظ مینڈین (Man dean) پر حاشیہ دیتے ہیں:
مترجم، شیخ محمد اقبال ڈاکٹر اورنٹیل کالج لاہور، ایران بہ عہد ساسانیاں، ص47، انجمن ترقی اردو، دہلی

18 حران: نجد اور جزیرہ ابن عمر میں (شائد شام میں بھی) دو وادیاں(الحموي أبو عبد الله ياقوت بن عبد الله الرومي، معجم البلدان، ج2، ص235، الناشر دار صادر، بيروت، الطبعة الثانية، 1995م)

19 ابن النديم، محمد بن إسحاق بن محمد الوراق، الفهرست لابن نديم ج1، ص، 389، الناشر: دار المعرفة بيروت، لبنان، الطبعة: الثانية 1417ھ

20 البیرونی کی کتاب میں اس طرح لکھا گیا، صحیح 218ھ ہے اور اسی سال مامون وفات ہو گئے تھے۔

21 الموسوعة الفقيه الكوتيه، ج26، ص297، وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية الكويت۔

22 البقرة:62

23 ابن تيمية أحمد بن عبد الحليم بن عبد السلام بن عبد الله بن أبي القاسم بن محمد ابن تيمية الجواب الصحيح لمن بدل دين المسيح،
امام ابن تيميه، ج3، ص123، الناشر دار العاصمة،
السعودية، الطبعة: الثانية، 1419ھ

24 ابن تيمية، أحمد بن عبد الحليم بن عبد السلام، دقائق التفسير الجامع لتفسير ابن تيمية، ج2، ص123،
مؤسسة علوم القرآن دمشق، طبع ثانيه 1404ھ/ابن تيمية، أحمدبن عبد الحليم بن عبد السلام، مجموع الفتاوى، ج2، ص446، المدينة النبوية،
المملكة العربية السعودية، نامعلوم، 1416ھ

25 صوفی عبد الحمید، معالم العرفان فی دروس القرآن، ج2، ص، 253، مکتبہ دروس القرآن فاروق گنج گوجرانوالہ، نامعلوم

26 دہلوی، شاہ عبد العزیز، تفسیر عزیزی، ج2، ص، ایچ ایم سعید کراچی، نامعلوم

27 تفسیر تدبر قرآن، ج1، ص231

28 ایضاً: ج1، ص320

29 السرخسي، محمد بن أحمد بن أبي سهل شمس الأئمة م483ھ، المبسوط، ج11، ص247، دار المعرفة بيروت،

بدون طبع-1993م۔یہی مسئلہ بدائع الصنائع میں بھی ہے۔الکاساني،علاء الدين، أبو بكر بن مسعود بن أحمد،بدائع الصنائع
في ترتيب الشرائع،ج5،ص 46،دار الكتب العلمية،طبعه ثانية،1986م

30 عقد الجواهر الثمينه في مذهب عالم المد ينه،ج2،ص389

31 الصاوي،أبو العباس أحمد بن محمد ،حاشية الصاوي على الشرح الصغير،ج2،ص154،دار المعارف،نامعلوم ،
/الماوردي أبو الحسن علي بن محمد بن محمد بن حبيب،الحاوي الكبير في فقه مذهب الإمام الشافعي وهو شرح مختصر المزني،ج9،ص224،المحقق: الشيخ علي محمد معوض،الشيخ عادل أحمد عبد الموجود،الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت لبنان،الطبعة: الأولى، 1419هـ

32 المقدسي،ابن قدامة عبدالله بن أحمد بن محمد بن قدامة، المغني لابن قدامة،
ج4،ص171،مكتبة القاهرة، 1968م